Topic: Urdu Fiction ki Jamaliyat
(Novel aur Afsane Ke Khususi hawale se)

Name: Hafizur Rahman
Superviser: Professor Nadim Ahmad
Notification No: 598/ 2026
Notification Date 16/04/2026
Department of Urdu Faculty of Humanities and Languages JMI New Delhi 25

Finding of the Study /تحقیقی دریافت

اردو ادب کی وسیع اور ہمہ گیر روایت میں فکشن ایک ایسی فنی اور فکری صنف ہے جس نے نہ صرف انسانی تجربات کی معنوی جہات کو دریافت کیا بلکہ تہذیب، معاشرت اور انسانی شعور کے اندر جاری حرکیات کو بھی تخلیقی شناخت عطا کی۔ فکشن خواہ وہ ناول کی صورت میں ہو یا افسانے کی۔اپنے اندر زندگی کی پیچیدگیوں، تضادات، جمالیاتی امکانات اور فکری تہہ داریوں کو اس انداز سے سمو لیتا ہے کہ قاری محض ایک بیانیہ نہیں پڑھتا بلکہ ایک جمالیاتی تجربے سے گزرتا ہے۔ یہی جمالیاتی تجربہ فکشن کو دیگر اصنافِ ادب سے ممیز کرتا ہے اور یہی موضوع اس تحقیق کی بنیاد ہے۔

۔ اس تحقیق کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ اردو ناول اور افسانہ دونوں اپنے اسلوب، ہیئت اور فکری زاویوں کے ذریعے جمالیاتی تجربے کو قاری تک منتقل کرتے ہیں۔

تحقیق سے واضح ہوا کہ اردو فکشن میں جمالیات کا تعلق صرف خارجی حسن سے نہیں بلکہ احساس، تجربہ اور انسانی شعور کی لطافت سے ہے۔ فکشن نگار اپنے تخلیقی عمل کے ذریعے زندگی کے منتشر تجربات کو ایک فنّی وحدت میں ڈھالتا ہے۔ یہی فنّی وحدت جمالیاتی اثر پیدا کرتی ہے۔ اردو فکشن میں جمالیات کا سرچشمہ انسانی جذبات، تہذیبی اقدار، نفسیاتی کیفیات اور علامتی اظہار ہیں۔ اردو ناول اور افسانہ دونوں نے مختلف ادوار میں اپنے مخصوص فنی وسائل کے ذریعے جمالیاتی حس کو پروان چڑھایا۔ ناول میں زندگی کی وسعت اور تہذیبی تسلسل نمایاں ہے جبکہ افسانے میں اختصار، شدتِ احساس اور وحدتِ تاثر جمالیاتی حسن پیدا کرتے ہیں۔

اردو ناول کی جمالیات

تحقیق سے واضح ہوا کہ اردو ناول کی جمالیات کردار نگاری، تہذیبی شعور، بیانیہ تکنیک، علامتی اظہار اور زبان و اسلوب کے ذریعے وجود میں آتی ہے۔

افسانوی نثر میں ناول کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا چاہے وہ اخلاقی سطح پر لکھے گئے ہوں یا نفسیاتی اور معاشرتی مسائل کی بھر مار نے انہیں متاثر کیا ہو۔ جمالیاتی نقطہ نظر سے ناول میں بھی جنس، محبت ، جذبات، تخیل اور تمثیل کی چاشنی ملتی ہے۔ اس سلسلے میں رومانوی تحریک کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جس نے لکھنے اور پڑھنے والوں کو ایسی دنیا سے متعارف کروایا جہاں تہذ بھی شعور بھی ملتا ہے اور واقعاتی رنگ کا تاثر بھی موجود ہے۔ ناول میں جمالیات کا سب سے بڑا موضوع طوائف بنی جس پر ہمیں پہلے بھی لکھا ہوا بہت کچھ ملتا ہے۔ رسوا کے ہاں طوائف کی یہ پیش کش اس لیے منفرد تھی کہ "امراؤ جان ادا" میں انھوں نے کسی وحشیا کو طنز کا نشانہ نہیں بنایا بلکہ عام لڑکی سے طوائف بننے والی عورت کا المیہ ، جذبہ خیر و شر اور تہذیب میں تصادم کو جمالیاتی انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی تھی۔ ناول میں جمالیات کا دوسرا بڑا موضوع قرۃ العین حیدر کے ہاں تہذیی شکل میں ملتا ہے۔ تہذیبوں کا یہ تصادم اتنا اثر انگیز اور جمالیاتی ہے کہ ان کے ہاں ماضی ایک استعارہ بن کر سامنے آیا ہے۔ ناول میں ماضی اور تاریخ دونوں کا حوالہ بھی جمالیاتی صورت لیے ہوئے ہے جس میں قرۃ العین حیدر اور عزیز احمد کے نام سرفہرست ہیں۔ ان کے ناولوں میں تاریخ سے یہ وابستگی تمثیلی نہیں بلکہ تخیلاتی ہے جس میں کرداروں کے ذریعے ماضی کے پر شکوہ واقعات کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جدید ناول نگاروں کے ہاں سوچ کا پہلو یکسر بدلا ہوا ملتا ہے جہاں ہمیں عبداللہ حسین اور جمیلہ ہاشمی کے نام نظر آتے ہیں جنھوں نے جزئیات نگاری کو

اتنا بر تاکہ جدید تصورات میں جنس اور محبت کو نئے مفاہیم کے ساتھ پیش کرنے کی سعی ہونے لگی۔ شمس الرحمن فاروقی کے ہاں جمالیات کا اظہار تاریخی حوالوں کے بجائے کرداروں کے روپ میں سامنے آیا ہے۔

(الف) کردار نگاری اور جمالیات
اردو ناول میں کردار محض واقعات کا حصہ نہیں بلکہ پورے عہد اور سماج کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کرداروں کی داخلی کشمکش اور نفسیاتی پیچیدگی جمالیاتی اثر پیدا کرتی ہے۔
مثال:
امراؤ جان ادا
اس ناول میں "امراؤ جان" صرف ایک طوائف نہیں بلکہ لکھنؤ کی تہذیب، عورت کی بے بسی اور انسانی احساسات کی علامت بن جاتی ہے۔ اس کے مکالمے، یادیں اور داخلی کیفیت قاری میں جمالیاتی اثر پیدا کرتے ہیں۔ ناول کی زبان شستہ، تہذیبی اور شعری آہنگ رکھتی ہے جو اس کے حسن کو دوبالا کرتی ہے۔

اداس نسلیں
اس ناول میں "نعیم" کا کردار برصغیر کے سیاسی، تہذیبی اور نفسیاتی بحران کی علامت ہے۔ جنگ، تقسیم اور شناخت کے مسائل کو جس انداز میں پیش کیا گیا، وہ اردو ناول کی جمالیاتی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔
(ب) تہذیبی شعور کی جمالیات
تحقیق سے معلوم ہوا کہ اردو ناول نے برصغیر کی تہذیب، تاریخ اور تمدنی اقدار کو محفوظ کیا۔ تہذیبی زوال اور ثقافتی شکست بھی جمالیاتی عنصر کے طور پر سامنے آتے ہیں۔
مثال:
آگ کا دریا
یہ ناول اردو ادب میں تہذیبی جمالیات کی سب سے بڑی مثال ہے۔ اس میں مختلف ادوارِ تاریخ کو ایک تہذیبی تسلسل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ گنگا جمنی تہذیب، ہجرت، شناخت اور تاریخ کے احساس نے اس ناول کو عظیم جمالیاتی تجربہ بنا دیا ہے۔
قرۃ العین حیدر نے داستان، تاریخ، فلسفہ اور جدید تکنیک کو ملا کر ایسا فنی حسن پیدا کیا جس سے اردو ناول عالمی ادب کے قریب آ گیا۔
کئی چاند تھے سرِ آسماں،
فاروقی کے اس ناول میں میں بھی جمالیاتی عناصر تین مختلف سطحوں پر دیکھنے کو ملتے ہیں اول کرداروں کی جمالیات ، دوم ناول نگار کا تخیل ، سوم تاریخ اور تہذیب کا امتزاج ان تینوں میں فاروقی کی حسی جمالیات کو اہمیت حاصل ہے ۔
(ج) علامتی اور استعاراتی جمالیات
جدید اردو ناول میں علامت نگاری نے جمالیات کو نئی معنویت عطا کی جس کی بہترین مثال بستی ہے ۔
"بستی" میں ہجرت، زوال اور تہذیبی شکست کو براہِ راست بیان نہیں کیا گیا بلکہ علامتوں، داستانوں اور اساطیری حوالوں کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ "بستی" دراصل پوری تہذیب کے بکھرنے کی علامت بن جاتی ہے۔ یہی علامتی انداز اس ناول کی جمالیاتی قوت ہے۔

اردو افسانے کی جمالیات

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ اردو افسانہ اپنی اختصاریت، شدتِ احساس، علامتی اظہار اور وحدتِ تاثر کے ذریعے جمالیاتی حسن پیدا کرتا ہے۔ افسانے میں جمالیات کا عمل دخل جتنا اظہار کے حوالے سے اہم ہے اتناہی اختصار نے اس میں کشش پیدا کی ہے۔ رومانوی تحریک کے اثرات نے جمالیات کو سنوارنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس سلسلے میں سجاد حیدر یلدرم کا نام سر فہرست ہے جن کے ہاں فرار رومان اور محبت کا حسین امتزاج موجود ہے ان کے پیروکاروں نے اس فارمولے کو اپنے افسانوں کا موضوع بنایا اور یوں داستان اور ناول کی نسبت افسانے میں جمالیات کا اظہار بنیادی تصورات کی صورت میں سامنے آیا۔ پریم چند ،بیدی ،کرشن چندر، نیاز فتح پوری، عصمت چغتائی، عزیز احمد اور منٹو کے ہاں جمالیاتی تصورات اپنے تمام تر مشاہدات اور تجربات کے ساتھ وارد ہوئے۔ کسی نے اسے جنس کے روپ میں پیش کیا اور کسی کے ہاں یہ حقیقت سے فرار کی

شکل میں سامنے آیا۔ منٹو نے حقیقت نگاری بھی کی اس لیے ان کے ہاں جمالیاتی سوچ فطری تقاضوں میں پناہ لیتی ہوئی ملتی ہے۔ یہ فطری تقاضے جنس کے سایے میں پروان چڑھتے ہیں جنھیں منٹو نے جذباتی حوالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ طوائف منٹو کے افسانوں کا بھی موضوع بنتی ہے لیکن انھوں نے اس کردار کی جمالیات بنانے کے بجائے اسے حقیقت کے آئینے میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔ منٹو جب فطری تقاضوں کو جمالیات کا نام دیتا ہے تو اس میں کردار کی اچھائی اور برائی دونوں کی بات ہوتی ہے۔ یہاں خیر اور شر متصادم نظر آتے ہیں لیکن فطرت کے تقاضے اس تصادم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ جب منٹو "دھواں "موچنگا" اور "عشق حقیقی" جیسے افسانے لکھتا ہے تو فطرت کی یہ جولانیاں کروٹیں لیتی ہوئی سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ فلسفہ جمالیات جو کردار کی اندرونی کیفیات کا حامل تھا اور جسے انسانی سوچ کی انتہا قرار دیا گیا وہ جنس ہے۔ جنس کا یہ مظاہرہ منٹو کے ہاں بھی وارد ہوا لیکن اس کی جمالیاتی شکل خوب صورتی اور بد صورتی کے مابین فرق تھا۔ یہاں منٹو نے واضح کیا کہ انسانی سوچ کی جمالیات بد صورت شے میں بھی خوب صورتی دیکھ سکتی ہے۔ افسانے میں منٹو کے اس طرز احساس کو ہم جمالیات کے جدید نظریات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

خواتین افسانہ نگاروں میں حجاب امتیاز علی کو یہ اہمیت حاصل رہی ہے کہ انھوں نے رومانویت سے بھر پور افسانے لکھے۔ ان کا نظریہ جمالیات فطرت کے احساس اور شدت سے جڑا ہوا ہے۔ وہ اپنے قاری کے ذہن کو جکڑنے کے لیے فطرت میں پناہ لیتی ہیں تو منظر نگاری ان کے افسانوں کا لازمی جزو بن جاتی ہے۔ یہ مناظر قدرت کی رنگینیوں سے منسلک ہیں جن میں پہاڑوں کی محبت نہیں بلکہ رومانویت پوشیدہ ہے۔ حجاب امتیاز علی نے افسانے کی جمالیاتی حیثیت میں ہیروئن کے کردار کی تشریح کی ان کے افسانوں کے نسوانی کرداری مرکزیت رکھتے ہیں۔ جذباتیت اور احساسات کی حدت ان کے ہاں جمالیاتی اعتبار سے اہم موضوع رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے گردو پیش کے مسائل سے بے خبر ایک ایسی دنیا تخلیق کرتی ہیں جس میں چناروں کے درخت، سبزہ سمندر ، طوفان اور جزیروں کی تصویر میں ملتی ہیں۔

جمالیات کے قدیم تصورات میں دیوی دیوتاؤں سے وابستہ دنیا نظر آتی ہے۔ بعد ازاں یہی نظریہ ہمیں اپنی افسانوی نثر میں بھی کار فرماملتا ہے۔ اس ضمن میں راجندر سنگھ بیدی کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ممتاز مفتی نے نفسیاتی مسائل کی گر ہیں اتنی واضح انداز میں کھولی ہیں کہ ہر نفسیاتی مسئلہ بھی جمالیاتی خوبیوں کا حامل معلوم ہوتا ہے۔ انتظار حسین کے افسانوں میں دیو مالائی کرداروں کی بازگشت سنائی دیتی ہے خاص طور پر جب وہ کوئی بھی تاریخی واقعے سے جڑا قصہ بیان کرتے ہیں تو اساطیری رنگ کی چھاپ ان کے افسانے پر دیکھی جا سکتی ہے۔ انتظار حسین تک آتے آتے افسانہ اپنی معنوی خوبیوں کے ساتھ تھوڑا بدلاؤ کا شکار محسوس ہوتا ہے۔ انھوں نے جس طرح تاریخی عوامل کو بیان کیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تاریخ بذات خود جمالیاتی طرز کی مالک ہے۔

زبان و اسلوب کی جمالیات

تحقیق سے یہ بھی واضح ہوا کہ اردو فکشن کی جمالیات میں زبان بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اردو ناول اور افسانے کی زبان محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ تخلیقی حسن کی تشکیل کا وسیلہ ہے۔ تشبیہات، استعارات، علامتیں، محاورات اور تہذیبی لفظیات فکشن کو جمالیاتی وقار عطا کرتے ہیں۔

7. قاری اور جمالیاتی تفاعل

اس تحقیق سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوا کہ جمالیات کا عمل صرف مصنف تک محدود نہیں بلکہ قاری بھی اس میں شریک ہوتا ہے۔ ہر قاری اپنے تجربے، شعور اور احساس کے مطابق متن سے مختلف معنی اخذ کرتا ہے۔ اس طرح اردو فکشن ایک زندہ اور متحرک جمالیاتی تجربہ بن جاتا ہے۔

مجموعی نتائج

اردو فکشن کی جمالیات انسانی تجربے، تہذیبی شعور اور فنی اظہار کے امتزاج سے تشکیل پاتی ہے۔
اردو ناول میں تہذیبی وسعت، کردار نگاری اور بیانیہ تکنیک جمالیاتی حسن پیدا کرتی ہیں۔
اردو افسانہ وحدتِ تاثر، اختصار اور نفسیاتی شدت کے ذریعے جمالیاتی اثر قائم کرتا ہے۔
ترقی پسند تحریک نے اردو فکشن کو سماجی حقیقت نگاری عطا کی جبکہ جدیدیت نے علامتی اور نفسیاتی جہات کو فروغ دیا۔
اردو فکشن کی زبان اس کی جمالیات کا بنیادی ستون ہے۔
اردو فکشن نے برصغیر کی تہذیب، تاریخ اور انسانی المیوں کو فنّی حسن کے ساتھ محفوظ کیا۔

جدید اور مابعد جدید رجحانات نے اردو فکشن کی جمالیات کو نئی معنوی اور فکری جہات عطا کیں۔
اردو ناول اور افسانہ دونوں عالمی فکشن کے معیار پر پورا اترنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔
اختتامی کلمات
تحقیق کے مجموعی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اردو فکشن کی جمالیات ایک ہمہ جہت اور متحرک تصور ہے، جو وقت، سماج، تاریخ اور انسانی شعور کے ساتھ مسلسل ارتقا پذیر رہی ہے۔ اردو ناول اور افسانہ نہ صرف فنی اور جمالیاتی سطح پر اہم ہیں بلکہ انسانی تہذیب اور اجتماعی شعور کی تفہیم کا بھی مؤثر ذریعہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو فکشن اپنی جمالیاتی قوت کے باعث آج بھی قاری کو متاثر کرنے اور نئے معانی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔